نمبر ۱۸ — ۲۱ رمضان ۱۳۲۹ھ — ۱۴ ستمبر ۱۹۱۱ء — جلد ۸

فہرست مضامین

باہتمام محمد عبد الشکور مدیر النجم نے
لکھنؤ میں مطبع ... میں طبع کرا کر
دفتر النجم محلہ ... سے شائع کیا

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینہ کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاءاللہ شائع ہوا کریگا

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور عندالضرورت اس سے بھی زیادہ ہو سکیگا

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	سے
شش ماہی	عکر
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کر لیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین۔

(۷) جو صاحب ۵ مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کیلیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین چاہین ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب ۱ روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے۔ مسلمانون کے عقائد و خیالات، خصائل و عادات، عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے اس ذیل مین انشاءاللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید موثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین ہونگے۔

(۲) اہل علم کی مراسلات جو خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہون

(۳) غیر مذاہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرونکا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاءاللہ تعالی بیشتر اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی۔

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	سے	سہ لے	للعہ	للعہ
ایک کالم	حہ	للعہ	عہ	للعہ للعہ
پورا صفحہ	لعہ	عہ	صہ	للعہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۲ر اجرت ضمیمہ فیصدی ۱۰/
بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

النجم- لکھنؤ- چارشنبہ

۲۱- رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۰ھ

اعتکاف- صدقۂ فطر- نماز عید الفطر

رمضان المبارک کا مہینا یوہین تمام مہینون سے افضل ہی- خصوصاً اس ماہ مبارک کا آخری عشرہ- اسی آخری عشرہ مین ایک وہ رات ہی جسکی تعریف سورۂ انا انزلناہ مین فرمائی گئی ہی اس بابرکت رات مین ارواح مقدسہ و قدسیان ملاء اعلیٰ کا نزول ہوتا ہی اور ایک رات کی عبادت کا ثواب ہزار مہینون کے برابر ہوتا ہی-

قطعی طور پر اس رات کی تعیین نہین فرمائی گئی مگر احادیث مین یہ وارد ہوا ہی کہ یہ رات اس عشرہ کی طاق راتون مین ہی-

اس عشرہ کی بزرگی کی وجہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ اس عشرہ مین اعتکاف فرمایا کرتے تھے- برابر اسیر التزام رہا- جس سال آپ کی وفات ہوئی بیس دن اعتکاف فرمایا- اعتکاف سنت ہی- مگر سنت کفایہ ہی- جو لوگ اپنی دنیاوی ضرورتون سے فارغ البال ہون یا دس دن کے لیے فارغ البال ہوسکین اور کوئی دینی خدمت کا بھی حرج نہو تو اُنکو چاہیے کہ اس سنت کو ترک نکرین- کم ازکم مسلمانون کی ہر بستی مین ایک شخص اس سنت کا ادا کرنے والا ضرور رہنا چاہیے-

صدقۂ فطر

چونکہ یہ ماہ مبارک اور اسکی عبادتین حق تعالی کی جلیل الشان نعمتون مین سے ہین۔ اسلیے حق تعالی نے اسکے بدلہ مین شکرانہ کا ایک خاص طریقہ مقرر فرمایا۔ اور یہ شکرانہ عبادت مالی اور بدنی دونون مین قائم فرمایا۔ عبادت مالی کے شکرانہ کو صدقۂ فطر کہتے ہین اور عبادت بدنی کے شکرانہ کو نماز عید

جب رمضان کا مہینا ختم ہو جاے تو تم اپنے اور اپنے متعلقین یعنی نابالغ بچون کی طرف سے نصف صاع گیہون کسی محتاج کو دیدو بعد اسکے نماز پڑھنے جاؤ۔ صاع کا وزن بنابر تحقیق محققین فقہا دو سیر ۶۲-۱/۲ کا ڈھیڑ پاؤ ہوتا ہے جسکا آدھا ایک سیر تین چھٹانک ہوا

اگر تم اپنی بی بی اور بالغ بچون کی طرف سے بھی یہ صدقہ ادا کرو تو یہ تمھارا احسان اُنپر ہوگا جسکا تمھین ثواب ملیگا۔

گیہون اور چھوہارے اگر صدقہ مین دو تو نصف اور جو دو تو پورا صاع۔ یہ بھی تمھین اختیار ہے کہ بجای ان چیزون کے انکی قیمت فقیرونکو دیدو بلکہ اس زمانہ مین یہی بہتر ہے۔

اُمرا کو زیبا ہے کہ وہ صدقۂ فطر مین گران قیمت چیز دین۔ مثلاً بجاے گیہون کی قیمت کے نصف صاع چھوہارون کی قیمت ادا کرین۔ اگر رمضان ختم ہونے سے پہلے بہ نیت صدقۂ فطر یہ چیزین فقیرونکو دو تو یہ بھی درست ہے بعد رمضان کے تمکو دینا پڑیگا۔

اگر تم صدقۂ فطر اعزہ مین سے کسی کو محتاج دیکھکے دیدو تو اور بھی اچھا ہے
یہ کچھ ضرور نہین کہ جسے تم صدقہ دو اُس سے یہ بھی کہدو کہ یہ تمھین بطور صدقہ کے دیا جاتا ہے۔ اگر اپنے محتاج اعزہ کے بچون کو صدقۂ فطر عیدی کے نام سے دیدو تو بھی درست ہے۔

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

نماز عید کے ضروری مسائل

صبح کو اُٹھکے عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کردو پھر نہا کر عمدہ لباس (جو تمھارے پاس موجود

پہنو۔ خوشبو اگر میسر ہو تو لگاؤ۔ کچھ چھوہارے برعایت عدد طاق کھا لینا بھی مسنون ہے۔ صاحب بحر الرائق لکھتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین چھوہارے اور دودھ کو مخلوط کر کے کھانے کی رسم بے اصل ہے۔ پھر بھلا سوئیون وغیرہ کی رسم کیون بے اصل نہ ہوگی۔ اگر تمہارا جی چاہے تو پکواؤ اور کھاؤ مگر اسکو کوئی دینی بات نہ سمجھنا۔

ان مراتب کے بعد عیدگاہ نماز پڑھنے کیلیے پیادہ پا جاؤ۔ راستہ مین آہستہ آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہو۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد" دنیاوی باتون سے تھوڑی دیر کیلیے پرہیز کرو۔ عیدگاہ پہونچکر کوئی اور نماز نہ پڑھو نہ نماز عید سے پہلے نہ نماز عید کے بعد۔ اور اگر کسی جاہل کو پڑھتے دیکھو تو وہان بحث و اختلاف نہ کرو۔

نماز عید کا وقت اُسوقت شروع ہوتا ہے جب آفتاب بقدر ایک نیزہ کے بلند ہو جائے۔ بقدر ایک نیزہ بلند ہونے کی پہچان یہ ہے کہ آفتاب مین سپیدی اور روشنی آجائے وہ زردی اور دُھندلا پن جو طلوع کے وقت ہوتا ہے جاتا رہے۔

زوال آفتاب تک نمازِ عید کا وقت رہتا ہے۔ اگر اثنائے نماز مین زوال ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائےگی۔ یعنی نماز عید کا ثواب نہ ملیگا نفل نماز کا ثواب ملیگا۔

نماز عید کی نیت اس طریقہ سے کرنا چاہیے کہ مین نماز عید معہ چھ واجب تکبیرون کے ادا کرنا چاہتا ہون پھر تکبیر کہکر ہاتھ باندھ لینے کے بعد سب مقتدی اور امام پہلی رکعت مین سبحانک اللھم پڑھین اسکے بعد امام تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے ہر دو تکبیرون کے بعد بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے توقف کرین مقتدی بھی تکبیر کہین تیسری تکبیر مین ہاتھ باندھ لیے جائین اور امام آہستہ آواز سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھکر قرأت بلند آواز سے شروع کرے پھر بدستور رکوع سجدے سے فراغت کر کے دوسری رکعت مین پہلے قرأت شروع کرے قراءت کے بعد پہلی رکعت کی طرح تین تکبیرین کہے اسکے بعد چوتھی تکبیر کہکر رکوع مین جائے۔ اگر امام کسی وجہ سے چھ تکبیرون سے زیادہ تکبیر کہے تو مقتدیون کو چاہیے کہ سولہ تکبیرون تک امام کی پیروی کرین۔ کیونکہ بعض بعض احادیث مین اسقدر تکبیرین آگئی ہین کہ حنفیہ کے نزدیک وہ حدیثین منسوخ ہین (شامی - جلد ۱ - صفحہ ۵۸۳ و ۵۸۴)

اگر کوئی شخص بعد تکبیر ہو جانے کے نماز مین ملے تو اوسکو چاہیے کہ شریک ہوتے ہی فوراً چھوٹی ہوئی تکبیرین کہہ لے ۔ اور اگر امام رکوع مین جا چکا ہو تو پھر اُسے چاہیے کہ فوراً رکوع مین جائے اور رکوع کے اندر بغیر ہاتھ اُٹھائے تین تکبیرین کہہ لے ۔ اسیطرح اگر امام سہواً قبل تکبیر کہنے کے رکوع مین چلا جائے تو اُسے بھی چاہیے کہ رکوع مین تکبیرین کہہ لے پھر قیام کی طرف عود نکرے مسبوق اپنے مذہب کے موافق تکبیرین کہے یعنی حنفی ہو تو تین تکبیرین اور لاحق اپنے امام کے مذہب کی موافق بشرطیکہ امام کا مذہب اُسے معلوم ہو ۔

اگر نماز عید امام کے ساتھ نہین ملی تو تنہا نہین پڑھی جا سکتی ۔ ہان امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد اگر فوت ہو جائے مثلاً اس طور پر کہ حدث ہو گیا اور وضو کرنے لگا جب فراغت پائی تو نماز ہو چکی ۔ یا اور کسی طرح شریک ہونے کے بعد نماز فاسد ہو گئی تو اُسکی قضا تنہا پڑھ لینی چاہیے مگر چار رکعتین مثل نماز چاشت کے ۔

نماز عید کی فوت ہو جانیکے خیال سے تیمم بھی جائز ہے مثلاً یہ خیال ہو کہ وضو کرنے مین دیر ہو گی اور امام نماز ختم کر چکے گا یا زوال آفتاب ہو جائے گا ۔ ہر حال مین جائز ہے خواہ ابتدائً نماز مین شریک ہوتا ہو خواہ شریک ہونے کے بعد ضرورت وضو کی پیش آئے ۔

نماز عید کے بعد دعا حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول نہین لہذا بنظر اتباع اسکا ترک اولیٰ ہے ۔ نماز سے فراغت کر کے امام دو خطبے جمعہ کی طرح پڑھے یہ دونون خطبے مسنون ہین مگر انکا سننا واجب ہے ۔ جو لوگ امام سے دور ہون وہ ساکت بیٹھے رہین انہین سننے کا ثواب مل جائے گا ۔

خطبہ کیحالت بالکل نماز کے مشابہ ہے جو باتین نماز مین ممنوع ہین وہ باتین خطبہ مین بھی ممنوع ہین خطبہ کے اندر کچھ فارسی یا اردو کی عبارت پڑھنا بدعت ہے ۔ ہان اگر کچھ مسائل نماز وغیرہ کے بتانا منظور ہون تو مناسب ہے کہ قبل نماز کے بیان کر دے ۔ عید کی مبارکباد اپنے احباب کو دینا مسنون ہے

زہد و رقائق

(گذشتہ سے پیوستہ)

کسکو معراج یون ہوئی ظاہر | کسکو یہ قرب حق ہوا آخر
کسنے مرکب براق سا پایا | کسنے رفرف پہ جلوہ فرمایا
کس کو قرب دنیٰ ہوا حاصل | فتدلّیٰ سے کون تھا واصل
کون جبریل سے بڑھا آگے | خود خدا کس کو لے گیا آگے
قاب قوسین سے قریب تھا کون | حق سے وان سائل و مجیب تھا کون
کھل گیا کس پہ سر ما اوحےٰ | ایسا کس نے سنا تھا یا دیکھا
کفر کو یون مٹا دیا کس نے | حق سے آگاہ یون کیا کس نے
اپنے سچے خدا کا بنکے وکیل | کیا کس نے بتونکو خوار و ذلیل
خیر مقدم سے کس کے حق آیا | دور باطل کا ہو گیا سایا
کسکی دعوت ہوئی ہی عالمگیر | کون تھا عام پر بشیر و نذیر
کون تھا شرح صدر سے خورسند | ذکر کس کا ہوا جہان مین بلند
ما رمیت کی کس نے پائی صفت | تھی ید اللہ سے کسے نسبت
اس طرح پیش حضرت باری | کس کی جان عزیز تھی پیاری
کس کو یاران با وقار ملے | کس کو اصحاب جان نثار ملے
کس کی خاطر تھی ایسی پیش غذا | کہ مخیر حیات و موت یہ تھا
اپنے یارون کو لیکے اپنے ساتھ | ہاتھ مین اُنکے دیکے اپنا ہاتھ
کسکو حق سے عطا ہوئی کوثر | کون وان ہوگا شافع محشر
انبیا مون کے کس کے زیر لوا | کون وان صدر انبیا ہوگا

کون سوتے سے یون جگایا گیا | کون یون پیار سے بلایا گیا
کرسی و عرش کسکا فرش ہوا | زیر نعلین کس کے عرش ہوا
سدرۃ المنتہیٰ سے گذرا کون | حق سے اتنا قریب پہنچا کون
اُدن منی کا بار بار خطاب | پاس کس کو بلا رہا تھا شتاب
ایسے راز و نیاز کس سے ہوے | در فاوحی کے باز کس سے ہوے
کس نبی پر تھا ایسا فضل عظیم | کسکو یون خاص حق سے تھی تعلیم
کس نے توحید کا لیا کوڑا | کس نے یون مشرکونکا سر توڑا
زہق باطل کا صاف کر کے خطاب | کی خدائی بتونکی کس نے خراب
کس سے باطل کی یون ہوئی خواری | دین حق کسنے یون کیا جاری
جسم کسکا تھا یون سراپا نور | ظلمت سایہ کس کے قد سے تھی دور
کس کی امت کو یہ ہوئی تعلیم | بھیجو اُسپر صلوۃ اور تسلیم
کسپہ تھا یون خدا کا فضل و کرم | جان کی کس کی کھائی حق نے قسم
کس کی امت تھی ایسی خیر امم | حسبہ اللہ کا ہو فضل اتم
دین کس کا ہوا تھا کامل تر | نعمت حق تمام تھی کس پر
قبر سے کون اٹھیگا روز نشور | سب کے پہلے بحکم رب غفور
کون محشر مین ہوگا جلوہ فرا | جاہ سے کسکی ہوگا حشر بپا
حضرت آدم سے تا مسیح تمام | کس کے زیر لوا کرینگے قیام
کسکو تاب سخن وہان ہوگی | نفسی نفسی ہی بر زبان ہوگی

کون امت کو وان کریگا یاد
امتی کا کریگا کون ارشاد

کون یون حق سے اذن پائیگا
کسکو یارا ہے وان شفاعت کا

عرض کو کس کی ہوگا عز قبول
ہوگا شافع وہان پہ کون رسول

کون اس کام پر ہے وان موعود
کسکا ہوگا مقام وان محمود

سب یہ مخصوص ذات والا ہے
آپکا رتبہ سب سے بالا ہے

کیون نہون آپ سب سے افضل تر
ہو سکے کون آپ کا ہمسر

آپ ہیں سرور بنی آدم
رتبہ مین سب نبی ہیں آپ سے کم

آپ ہیں اصل اور طفیلی سب
خلق عالم کے آپ ہی ہیں سبب

گر نہوتے وہ سرور عالم
کچھ نہ ہوتے یہ عالم و آدم

انکی خلقت نہوتی گر منظور
خلق عالم کا بھی نہ ہوتا ظہور

اصل منشای خلقت عالم
آپ ہیں اور طفیل ہیں آدم

گرچہ آدم ابو البشر ہیں ضرور
لیکہ آدم کی بھی ہیں اصل حضور

کچھ بھی آدم کا تھا نہ نام و نشان
آپ تھے جب نبی عالیشان

پہلے جو چیز حق نے کی پیدا
جلوہ گر یعنی نور حضرت تھا

مظہر کل ہے آپ ہی کا نور
ہے ہر اک چیز کا اسی سے ظہور

جز اسی نور کا ہے کل عالم
جز اسی کے ہیں حضرت آدم

آپ ہیں سب کے مصدر مطلق
آپ ہی سے ہوے ہیں سب مشتق

اول خلق آپ کا ہے نور
گو کہ آخر مین سب کے پایا ظہور

آپ ہیں جامع جمیع صفات
پرتو ذات حق ہے آپ کی ذات

وصف جو سارے انبیا مین تھے
سب وہ محبوب کبریا مین تھے

بلکہ اوصاف خاص تھے زاید
جسپہ قرآن ہے ناطق و شاہد

علم قرآن سے جو ہیں ماہر
صورت حال انپہ ہے ظاہر

ہوئی واقع جو آپ کی بعثت
خلق پر یہ خدا کی تھی رحمت

بھیجا ایسا نبی رؤف و رحیم
صاحب بینات و خلق عظیم

مدح خالق یہان یہ ظاہر ہے
آدمی کی زبان قاصر ہے

نعت لکھنا نہیں کسیکی مجال
مدح ممدوح کبریا ہے محال

اس سے اظہار عجز ہے لازم
ہو صلوۃ وسلام پر عازم

یا خدا جب تلک ہے تیرا نام
جب تلک تیری ذات کو ہے قیام

جب تلک تیری بادشاہی ہے
جب تلک یہ تری خدائی ہے

جب تلک تیرا ملک قائم ہے
جب تلک تو جہان پہ حاکم ہے

جب تلک شرک سے بری تو ہے
جب تلک تو ہے لاشریک لہ

جب تلک تیرا علم و قدرت ہے
جب تلک تجکو عز و رفعت ہے

جب تلک ہے یہ تیرا جاہ و جلال
جب تلک تجھ مین ہیں صفات کمال

جب تلک ہے یہ عرش اور کرسی
سبحہ گویان ہیں جب تلک قدسی

جب تلک انبیا کا ہے اعزاز
جب تلک ہیں وہ خلق سے ممتاز

جب تلک مومنوں پہ رحمت ہے
جب تلک کافرون پہ شدت ہے

جب تلک ہے وجود نار و نور
جب تلک ہین ارم مین حور و قصور

تحفہ ہاے تحیت اور درود
صلوات وسلام نا محدود

بھیج روح محمدی پہ مدام
ہم بارواح انبیای کرام

لیکے ادم سے تا مسیح زمان
جتنے ہیں انبیای عالیشان

نیز آل رسول وصحب کرام
تا ابد سب پہ ہو صلوۃ وسلام

سب پہ رحمت خدا کی ہو نازل
جملہ رضوان حق میں ہون شامل

التقریض والتنقید

معارف ایک ماہوار رسالہ ہی - جو پھلواری ضلع پٹنہ سے شائع ہوتا ہے - دو نمبر اس کے شائع ہو چکے ہین - یہ رسالہ تصوف کا قابل قدر رسالہ ہوگا اگر تفضیلیت کے نقص سے پاک رہے اور تصوف کے جو مضامین لکھے جائین اُنکے مؤیدات بھی کتاب و سنت سے لکھے جایا کرین - حق تعالیٰ توفیق خیر سے مدد فرمائے رسالانہ چندہ ؎

مالک و ایڈیٹر جناب سید محمد مظہر الحق صاحب چشتی

مدبر پٹنہ ہفتہ وار اخبار ہی جو خاص شہر پٹنہ سے شائع ہوتا ہی - اگرچہ مذاق اسکا بالکل سیاسی معلوم ہوتا ہی - تاہم اگر کچھ مذہبی حمایت کا رنگ اسمین آگیا اور نئی تعلیم کا اثر اپنی حد سے آگے نہ بڑھا تو اُمید ہی کہ مسلمانون کی سیاسی ضرورتون مین اس پرچہ سے مدد ملے گی سالانہ چندہ ؎

رفیق دہلی دار السلطنۃ دہلی سے نہایت آب و تاب کے ساتھ شائع ہونا شروع ہوا ہی روزانہ پرچہ ہی - مضامین کاغذ - لکھائی - چھپائی - سب عمدہ - امید ہے کہ اس پرچہ سے مسلمانون کو سیاسی اور مذہبی دونون قسم کے فائدے پہونچین گے ع - سالے کہ نکوست از بہارش پیداست - حق تعالیٰ برکت دے - سالانہ چندہ ؎۱۲

قصۂ سیدنا یوسف علیہ السلام جناب مولٰنا عاشق الٰہی صاحب نے ابھی حال مین اسکو تالیف فرمایا ہی - مولٰنا نے خود اپنے اشتہار مین اس رسالہ کی مختصر کیفیت تحریر فرمائی ہی مین اُسی عبارت کو بعینہا یہان نقل کرتا ہون -

"اب تک اس قصہ کے مرتب کرنیوالون نے یا جھوٹی سچی روایات کا امتیاز نہین رکھا اور یا دلچسپی عام پسند عبارت ملحوظ نہ رہی اسلئے بندہ نے نئے طرز پر اسکو مرتب کیا اور صرف ضروری مضامین تفسیر خازن سے لیکر آیات قرآنیہ کا باہم ایسا ربط دیدیا ہی کہ نہایت پیارا اور مسلسل قصہ بنگیا ہی - اثنائے عبارت مین جہان آیت کا ترجمہ آیا ہی اُسپر خط کھینچ دیا ہے

اور حاشیہ پر نمبروار آیات درج کردی ہین - وہ کون مسلمان ہی جو خاندان خلیل الٰہی کے دو جلیل القدر پیغمبرون کا قصہ جو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب بندہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا ہی پڑھنا یا سننا پسند نہ کرے خاصکر جبکہ حضرت عطاؒ سے روایت بھی ہی کہ اس سچے قصہ کا پڑھنا یا سننا حزن وغم رفع ہونے کا خاص علاج ہی اور تجربہ بھی اسکا شاہد ہی اسلیے اگر یون کہا جائے کہ سارے قصے کہانیون کو چھوڑ کر اس سے دل بہلایا کیجیے تو بیجا نہوگا اسکے ملاحظہ سے آپ خود سمجھ لین گے کہ کسی غمزدہ و پریشان حال مسلمان کی اس قصہ نے کہان تک دستگیری کی اور چونکہ آخر مین پچھتر سانح قصہ بیان کیے گئے ہین اسلیے کس قدر دنیا سے بیزاری حاصل ہوتی ہی قیمت صرف ۳ ر - یکمشت دس نسخہ کے خریدار کو محصول معاف

حزب الاعظم

حاجی محمد محی الدین صاحب تاجر کتب چھاؤنی بنگلور نے اس کتاب کو چھپوا کر ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا - آجکل لوگ واہی تباہی غیر مستند جعلی دعاؤن کے پڑھنے مین وقت ضائع کرتے ہین - اس کتاب مین آیات و احادیث صحیحہ سے منتخب کیے دعائین اور مختلف قسم کے درود شریف جمع کردیے گئے ہین اور پڑھنے والون کی سہولت کیلیے اسکو سات منزلون پر تقسیم کردیا ہی - یہ کتاب پہلے بھی مطبوع ہوچکی تھی اب حاجی صاحب نے اسکے طبع مین مزید اہتمام سے کام لیا ہی - ۸ ر قیمت ہی - مذکورہ بالا پتہ سے طلب کرنا چاہیے -

وفیات

موت اور زیست دونون اس عالم مین توأم ہین - بلکہ زندگی ایک عارضی چیز ہے اصل موت ہی - جس نے اس عالم کے حوادث پر عبرت کی نظرین پے در پے ڈالی ہون اسکا دل بالکل بے حس ہوجاتا ہی نہ کسی کے جینے کی خوشی اور نہ مرنے کا رنج -

تاہم جن لوگون کی ذات سے کچھ فیض جاری تھا یا ان سے کچھ دین کی خدمات ظہور مین آتی تھی ان کی وفات ہر حال مین اور ہر شخص کے لیے موجب قلق ہوتی ہی - اسوقت اسی قسم کے دو واقعے لکھے جاتے ہین اور ناظرین النجم سے التماس ہی کہ بارگاہ الٰہی مین دعاے مغفرت کرین - (۱) جناب قاضی عبد الغفار صاحب عثمانی - جو - ڈیڈوانہ کے رہنے والے اور جودھپور مین ملازم تھے کئی ماہ ہوے اس دار فانی سے رحلت فرما گئے - قاضی صاحب خاندان علم و فضل سے اور النجم کے نہایت دلدادہ اور قدیم ہمدرد تھے - مرض الموت مین بھی خاص اپنے ہاتھ سے خط لکھکر النجم کے کچھ گم شدہ پرچے طلب کیے تھے اور پتہ بدلوایا تھا حق تعالیٰ مغفرت فرمائے اور انکے صاحبزادے کو باقیات

(۲) جناب مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی نے بھی اس عالم ناپایدار کو الوداع فرمایا - مولانا ممدوح حضرت علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبد الحی رحمۃ اللہ کے تلامذہ مین سے تھے النجم سے آپ کو بھی ایک خاص انس تھا انشاء اللہ تعالیٰ کچھ تذکرہ مولانا کا آیندہ کسی پرچہ مین لکھا جائیگا

فرمان علمای ایران

اور

شیعہ کانفرنس

۲۷۔ رجب ۱۳۳۰ھ کو ایرایان ضلع فتحپور مین مجلس رجبی شریف منعقد ہوئی۔ مجھسے بھی بیان کرنیکے لیے اصرار کیا گیا۔ مین نے منجملہ دیگر فضائل و ضروریات کے **اعلان واجب الاذعان** حضرات مجتہدین عراق پڑہکر سنایا اور اتحاد باہمی کیلیے کوشش کیگئی۔ اہل تشیع مین جناب مولوی علی نقی صاحب نے دل سے حصہ لیا۔ جی مین آیا کہ **شیعہ کانفرنس** سے استفسار کرنا چاہیے کہ وہان اتحاد کے کیا ذرائع اختیار کیے گئے ہین۔ چنانچہ ۸۔ شعبان ۱۳۳۰ھ کو باین مضمون لکھنؤ خط بھیجا گیا۔

باسمہ تعالیٰ

حامداً و مصلیاً و مسلماً

عالیجناب سکریٹری صاحب آل انڈیا شیعہ کانفرنس دامت معالیہ۔ سلام ماہو المسنون ہین۔ حضرات مجتہد عظام کاظمین شریفین وغیرہ نے جو اعلان واجب الاذعان شائع فرمایا ہی اسمین چونکہ جمیع اہل اسلام سے اپیل کی ہی اسلیے مجکو بھی اس مین حصہ لینے کا حق ہی۔ مین جناب سے دریافت کرتا ہون کہ اتحاد پیدا کرنے و نیز باقی رکھنے کیلیے کیا ذرائع عمل مین لائے جائین۔ چونکہ اعلان مذکور پر آپ حضرات کیلیے بطور اولیت و اولویت عمل واجب ہی اسلیے عملی تدابیر ضرور سوچی گئی ہونگی اور کثرت رائے سے علم ہو گا۔ مین اُنسے واقف ہونا چاہتا ہون کہ جو قابل عمل ہون اُنپر عمل کرون اور مدت کی کھوئی ہوئی دولت (اتفاق) پاؤن۔ مین نے اپنی رائے ناقص سے جو تدبیر سوچی ہی اُسکو عرض کیے دیتا ہون

وہی ہذا

کربلائے معلی و نجف اشرف وغیرہ مقدس مقامات کو عراق عجم و حجاز سے جو اعلی نسبت حاصل ہی وہ ہندوستان

مین لکھنؤ کو حاصل ہے - صدر دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس نہین ہے - لہذا جو کام یا رزولیوشن یہان سے پاس ہو کر اقطار جوانب مین بھیجا جائیگا وہ زیادہ قابل قدر ہوگا - بشرطیکہ حضرات مجتہدین صاد فرمادین -

میری راے ناقص مین وہ رزولیوشن یہ ہون

(۱) اصل مذہب تمام عقیدۂ قلبی کا ہے لہذا اہل تشیع کا عقیدہ اصول خمسہ (توحید - عدل - رسالت - امامت - قیامت) ہونے چاہیین - لیکن اسکے یہ معنی نہ ہونے چاہیین کہ زبان سے گلی کوچہ تک مین بلافصل کی آواز بلند کیجائے اور دوسرون کو سنایا جائے - تیرہ سو برس کی گئی ہوئی بات کا ذکر غیر مذہب کو سنانا کیا مفید ہو سکتا ہے - خاص کر ہند مین جہان سرکار انگلشیہ کا سکہ بیٹھا ہوا ہے - خلیفۂ اول اہل سنت و امام اول اہل تشیع کی سلطنت نہین ہے -

(۲) تبرا ایک قلم موقوف کردیا جائے -

(۳) سابق زمانہ مین جس طرح باہم محرم لکھنؤ مین ہوتا تھا اور بلا تمیز سُنی و شیعہ کربلا جاتے تھے ویسی ہی جایا کرین - دفعات و قیود نے روک پیدا کردی ہے وہ سب مٹا دیے جائین - اور باہم فریقین مین یہ طے ہو کر ایک درخواست حکام عالی مقام کو دیدیجائے کہ ہم مین اب کوئی قید و ممانعت نہین ہے - ہمنے بطور خود فیصلہ و اتفاق کرلیا کہ سب شریک ہون -

رزولیوشن ختم ہوے - اب رہا ہمارے (اہل سنت) کے متعلق - تو آپ لوگ مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو امور ارشاد فرمائین اور معقول باتین ہون وہ ہمین منظور ہونے چاہیین -

۸ - شعبان ۳۰ھ - احقر سید نعمت اللہ عفی عنہ

اس خط کا جواب ۲۶ - جولائی ۱۲ء کو بایں مضمون آیا - اصل خط میرے پاس ہے - نقل ملفوف ہے -

---

از دفتر آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ	نقل خط	۲۴ - ماہ جولائی ۱۹۱۲ء حسب نمبر ۲۳۲۱

عالیجناب مکرم و معظم بندہ دام مجدکم

تسلیم -

بجواب عنایت نامہ التماس ہی کہ باہمی اتفاق و اتحاد کی خوبیان خارج از بیان ہین - اور اگر کسی وقت مسلمانون مین یہ صفت اتفاق پائی جائے تو اُنکی ترقی مین کوئی رُکاوٹ باقی نہ رہیگی -

لکھنؤ مین چند سال سے جو نزاع باہم سنّی اور شیعہ مین ہو گئی ہی اسکے برطرف کرنے کی فکرین علما اور تعلیم یافتہ گروہ نے حد سے زیادہ کین - اسپر مزید حکام والا مقام نے کئی مرتبہ فریقین کے سربرآوردہ حضرات کو طلب کرکے مصالحت اور اتفاق کی کوشش کی لیکن اسوقت تک برابر ناکامی ہوتی رہی - کیونکہ ہمیشہ اہل سنت مخالفت کرتے رہے جب شیعون کو دبایا جاتا ہی تو سنّی فرقہ اپنی دل آزار مراسم کے ترک پر رضامند نہین ہوتا - اس وجہ سے کوئی صورت اتفاق کی پیدا نہین ہوتی -

اور جو چیزین آپ نے شیعون کو ترک کرنے کی ہدایت کی ہی - اُس مین سے بلافصل تو جزو ایمان ہی اسکو اکہ شیعہ کیونکر ترک کر سکتے ہین - بالاعلان تبرا محال ہی کیونکہ یہ بھی امر قلبی ہی - اب رہگیا اعلان کے ساتھ کسی کو برا بھلا کہنا نہ تو شیعہ کسی وقت کرتے تھے نہ اب کرتے ہین - ہان البتہ ہر سال اہل سنت دل آزار اشعار گلی کوچون مین پڑھکر شیعون کو مشتعل کرتے رہتے ہین - اگر آپ ان باتون کو ترک کرا دین اور نعرہ ہائے فاروقی و صدیقی وغیرہ نہ ہونے دین - تو بہت بہتر تھا -

کربلا جانے کیلیے سنیون کو کسی وقت ممانعت نہین کیگئی - جن چیزونکی ممانعت کیگئی وہ محرمات شرعی اور خلاف احترام عزاداری تھین انکی کسی وقت اجازت نہین دیجا سکتی کون با ایمان اسکو روا رکھیگا بروز عاشورہ میلا کیا جائے - بندرا اور ریچھ ناچین رنڈیان بناؤ سنگار کرکے کربلا جاوین اور شب باش ہو کر زناکاری کرین - مین نے اس بات کی بخوبی جانچ کی ہی کہ ہمیشہ زبردستی سنیونکی طرف سے ہوا کرتی ہی - آپ کی بستی مین نہ بلافصل کہا جاتا ہی نہ تبرا پھر وہان کے سنی شیعون کا ذبیحہ کیون نہین کھاتے - ہان ضلع سندھ کے شیعونکو جو آزار سنیون کے ہاتھون پہونچ رہا ہی اُسکے مظالم کی ایک پوری کتاب میرے دفتر مین موجود ہی - علیگڈھ کالج مین کسی شیعہ نے جا کر

عـــہ یہ عبارت مشکوک ہی ۱۲ نعمت اللہ -

تبرا کہتا ہی کہ وہان بالعموم شیعون کے حقوق غصب کیے جاتے ہین اور انکا روپیہ دوسرونکو بیدریغ کھلایا جاتا ہی - بعض مقامات ایسے ہین جہان شیعون کو تقیہ کرنا پڑتا ہی -

آپ کا فرقہ جسکی تعداد بھی کثیر ہی اور زمانہ بنی اُمیہ بنی عباس سے شیعون پر ظلم کرنے اور اُنکے خون سے گارا بنوانے اور زندہ دیوارون مین چُنوانے کا عادی ہو رہا ہی قابل اصلاح نہین ہی اور شیعہ فرقہ جو ہمیشہ مظلوم مظلوم رہا ہی اور جسپر ہمیشہ تلوارین چلتی رہتی ہین آپ کی رائے مین اُس گروہ کے عقائد قابل اصلاح ہین - اگر مین کہون کہ یہ بھی اُسی ظلم کی ایک جھلک ہی تو بیشک صحیح ہوگا -

اخبار کرزن گزٹ - النجم - اہلحدیث - وغیرہ کی بدزبانیان آپ کو شاید گران نہ گذرتی ہونگی مگر ہمارے قلوب نشتر پڑتے ہین - بہرحال اتفاق اُسوقت ضرور ہوگا جس وقت آپ کوشش کرکے اپنے فرقہ سے ایسی باتون کو ترک کراوینگے جو مظلوم فرقۂ شیعہ کی دل آزار ہین - فقط السید علی غضنفر عفی عنہ

از نعمت اللہ - مین علاج کرنے کو باہر گیا ہوا تھا - ۲۸ - جولائی کو آیا تو السید علی غضنفر صاحب سکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا یہ خط ملا - جس کا جواب مین نے آج ہی یہ دیا -

حامداً و مصلیاً و مسلماً

عالیجناب السید علی غضنفر صاحب سکرٹری آل انڈیا شیعہ زید مجدہ - تسلیم - عنایت نامہ بجواب نیازنامہ صادر ہوا - آپ نے عریضہ کو ٹھنڈے کلیجہ نہین دیکھا - ورنہ مجادلانہ جواب نہ ارشاد فرماتے - اگر مجکو اس کا علم ہوتا تو تکلیف نہ دیتا - مین ہرگز یہ نکرونگا کہ زوردار الفاظ مین جواب دون - مجبوراً امر آخر ہی - مین نے تو امامت کو آپکے عقیدے مین بحیثیتِ اصول لکھدیا ہی - میری غرض تو بلاضرورت اظہار کی ہے -

بقولِ جناب بلا فصل ضرور جزو ایمان ہی - لیکن ایسا جزوِ ایمان ہی کہ محدثِ من لایحضر نے صاف فتوے دیدیا ہی کہ اذان مین اشہدان علیاً ولی اللہ کہنا ملعون بننا ہی چہ جائیکہ بلا فصل کہنا - والمفوضۃ لعنہم اللہ الخ چشم دید عبارت ہی - دل مین تو ہندوون کے انکار رسالت ہی لیکن اسکا خراب اثر ہمارے کانون کے ذریعہ سے دلکو کیا پہنچا سکی آپ کا یہ فرمانا کہ ہر سال اہل سنت دل آزار اشعار گلی کوچون مین پڑھکر شیعون کو مشتعل کرتے رہتے ہین الخ

جواب - اگر در اصل یہ صحیح ہی - تو ہم ایسے سنیون سے سخت متنفر ہین - بلکہ ہم اُنکو سنی نہین جانتے جب ہمارے عقیدہ مین جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ و حضرت سیدہ و حضرات حسنین واجب التعظیم ہین تو اپنے عقائد کے خلاف کرنا مذہب سے خارج ہونا ہی -

مین ایسی روش کا سُنّی نہین ہون - اگر ان حضرات کی اعلیٰ و ارفع شان مین سوء ادبی کا نام اور ذکر بزم صدیقی و فاروقی ہی - تو لاریب برعکس نہند نام زنگی کافور ہی - ہمارا مسلک تو یہ ہی کہ جیسے ہندو بھائی (وطنی) عیسائی بھائی (کتابی) وغیرہ اپنے اپنے بزرگون کی تعریف کرتے ہین - ایسے ہی ہم اپنے مقدس بزرگون کے فضائل بیان کرتے ہین - لیکن ایسے الفاظ بیان کرنا جس سے دوسرے مذہب پر حملہ ہو عقیدۃً بُرا جانتا ہون - اب اگر کوئی کوڑ مغز عناداً و تعصباً یہ کہے کہ کسیکے فضائل بطریق مذکور بھی بیان کرنا دل آزار ہی تو اُسکا علاج نہین - رہا عقیدہ - یہ آپ کا آپ کے ساتھ ہی - ہمارا ہمارے ساتھ - نہ آپ بلا فصل کو غلط سمجھ سکتے ہین نہ افضل البشر بعد الانبیاء الصدیق کو ہم کذب جان سکتے ہین - بلکہ اگر حضرت مولا علی رض بھی اس ہمارے عقیدے کے خلاف کہے جائین تو ہم یقین نہین کر سکتے نہ اسکے خلاف آپ یقین کر سکتے ہین -

آپ کا یہ فرمانا کہ کربلا جانے کیلیے سنیون کو کسی وقت ممانعت نہین کی گئی جن چیزون کی ممانعت کی گئی وہ محرمات شرعی الخ

جواب - جناب الا امور مذکورہ تو بالاتفاق ممنوع ہین - ان سے باہمی جدائی کیسے ممکن ہی - مین نے تو یہ عرض کیا تھا کہ جن قیود نے روک پیدا کی ہی وہ مرتفع ہو جائین - نہ یہ کہ محرمات شرعی قائم رکھے جائین -

آپکا یہ ارشاد کہ مین نے بخوبی جانچ کی ہی ہمیشہ زبردستی سنیون کی طرف سے ہوتی ہی "

جواب - یہ قول مجرد بلا دلیل دعوے ہی - میرا تجربہ اور واقعات تو یہ کہتے ہین کہ جب تک خلفای اہلسنت رہے حضرات اہل بیت نہایت چین امن کے ساتھ رہے حضرت علی کا نماز تک ساتھ پڑھنا آپ کے یہان ثابت ہی - جون ہی وہ زمانہ ختم ہوا - تعدی ہونے لگی - مگر قتل ناحق کی نوبت نہین آئی تھی لیکن جب اہل کوفہ کے وہ مدعو ہوے تو یہ حالت ہوئی

کہ العظمۃ للہ - جلاء العیون کھُلے الفاظ مین کہہ رہی ہی کہ بلانیوالے سنی نہ تھے بلکہ از جانب شیعان علی بنام امام حسین کے عنوانی خط تھے - آپ کیا اور آپ کی جانچ کیا - تحریرین جو چاہیے لکھدیجیے - کارنامے اور واقعات آپکی مدد نہ کرینگے

صرف مکتوبی القاب و خطابات ہیں۔

مین اس کا منکر نہین کہ جب دو فرقون مین نزاع ہو تو افراد فرقہ سب کے سب نیک عمل رہین - دیکھنا یہ ہی کہ انکا مذہب کیا اختیار دیتا ہی۔ اب اگر کوئی خارج مذہب ہو کر خارجی بن کر برا بھلا کہے تو ہم مورد اعتراض نہین ہو سکتے۔ ہان اگر ہم اس ناجائز فعل کے مداح ہون تو جوابدہ ہو سکتے ہین

اب رہا آپکا یہ فرمانا کہ آپ کی بستی (ایران) مین نہ بلا فصل کہا جاتا ہی نہ تبرا کہا جاتا ہی۔ پھر وہان کے سنی شیعون کا ذبیحہ کیون نہین کھاتے الخ

جواب۔ جناب من - آپکو ان باتون کا کیا علم جب آپ سکرٹری ہو کر سولہ آنہ سنیونکو قدیم سے جابر - ظالم بتاتے ہین تو آپ کے معتقدین بھلا تبرہ نہ کہتے ہون گے؟ غیر ممکن ہی۔ اور پھر سیت بابی مین جب پہلے ہی سے آپ حضرات نے ہمارے ذبیحہ کو خراب سمجھا تو جواب کے مرتبہ مین ہماری طرف سے انکار کیا خلاف انصاف ہو سکتا ہی

ضلع سندھ کے واقعات بھی ایسے ہی بے اصل ہونگے جیسے مظالم کربلا - کہ ناحق ہمپر تھوپے گئے ہین اور معاذ اللہ کہا جاتا ہی کہ سنی اسکے مرتکب ہین - حالانکہ کسی تاریخ مین قاتلین حضرت امام ہمام کا نام سنی نہین لکھا البتہ شیعہ لکھا ہوا ہی - لیکن ہم جانتے ہین کہ وہ مرتد ہو گئے تھے آپ پر الزام نہین آسکتا - لیکن آپ لوگ جب ناحق ہمپر الزام لگاتے ہین تو آپ کو جواباً کہا جاتا ہی۔ لیکن اس کہنے سے مذہب پر الزام عائد نہین ہو سکتا۔

آپ کا علیگڈھ کالج پر غصب کا الزام عجیب و غریب ہی۔ آپ اپنے اوپر قیاس کرتے ہین - یعنی جیسے شاہ اودھ بیشتر گورنر تھے۔ اور غاصبانہ شاہ بنے۔ ایسے ہی آپ محمڈن کالج کو سمجھتے ہین - یاد رہے کہ ساری دنیاوی عزت [illegible] کی بدولت ہی۔ آپ کے ہان بڑے بڑے نامور اب موجود ہین - مگر ترقی کر کے دکھلا دین یا وہ عزت حاصل کرین جب جانین -

تقیہ اس وجہ سے نہین کرتے - بلکہ لا دین لمن لا تقیۃ لہٗ پر عمل کرتے ہین - آپ بنو امیہ کو کیا کہتے ہین آپ کے ہان تبرہ تیرہ سو برس ہو چکے اور موقوف نہ ہوا - خونی واقعات آپ کے ہان سے بڑھکر نہین ہین - فوارۂ ظلم چلا ہی صرف چھلک نہین ہی - آپ کا اخبار اصلاح نہ معلوم کے برس قبل النجم سے شائع ہوا ہی - عجیب بات ہی آپ تو کہین ہم اگر [illegible] تو نشتر لگین - آپ اگر ہمارے بزرگون کو برا کہین تو ہم کیا معنی، کوئی باغیرت ساکت نہین رہ سکتا

دہا کرزن اخبار انکی وقعت پوشیدہ نہین حالانکہ اثنا عشری مبتدی بنا ہی البا دی ظالم کو نہین دیکھتے مجیب پر الزام ہی۔

آخر مین ایک امر قابل گزارش اور ہی وہ یہ کہ آپ نے جو یہ لکھا ہی کہ آپ کا فرقہ مظالم کرتا رہا ہی قابل اصلاح نہین ہی اور شیعہ فرقہ جو ہمیشہ مظلوم رہا ہی اُس گروہ کے عقائد قابل اصلاح ہین -

جواباً عرض ہی کہ یہ بات میرے خط کی کس عبارت سے ثابت ہوتی ہی - یا ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ہیہ؟ مین نے تو دونون فرقون کی اصلاح کی بابت صاف صاف عرض کردیا ہی - آپ کے اتفاق کیلئے جو باتین آپ کو چاہیین وہ مین نے اپنے فہم کے مطابق بتلا دین اور اپنے متعلق آپ سے استصواب کیا کہ ہمارے متعلق جو امور معقول ارشاد ہون وہ ہمین منظور ہونے چاہیین الخ

جناب والا ! مین کٹھ ملا نہین ہون کہ فروعات مین پڑکر اپنون کو جدا کرون - جو بات بُری کسی فرقہ کی ہو اسکو معیوب جانتا ہون - جن صاحب نے آپ سے ایراہان کا قصہ بیان کیا ہی اُنسے یہ بھی دریافت کیجئے کہ مین کس خیال کا آدمی ہون - مجکو باہمی اتفاق کی دلی خواہش ہی - مین نے تو یہان تک چاہا کہ اگر کوئی صاحب دوازدہ امام کی امامت دلیل قطعی سے ثابت کردین (کیونکہ امامت اصول مذہب ہی بلا دلیل قطعی کے ثبوت کی دوسری صورت نہین ہی) تو مین شیعہ ہوجاؤن - لیکن اسکے ساتھ یہ شرط ہی کہ جو صاحب مدعی ہیکر نہ ثابت کرسکین تو وہ میرے ہم مذہب ہوجائین آپ سے بھی عرض ہی کہ آپ اس بارہ مین کوشش فرمائین اور جو مجتہد یا ذی علم اقرار فرمائین تو مین حاضر ہون آپکی الخ حسنات ہون گے - اب آپ خیال فرماسکتے ہین کہ جو شخص شیعہ ہونے کو موجود ہو وہ آپ حضرات پر طعن کرسکتا ہے؟ یا مظالم کو روا رکھ سکتا ہی -

اگر میری تحریر کا اعتبار نہ ہو تو اقرارنامہ رجسٹری کرا سکتا ہون - مگر زبانی عرض معروض ہوگا - تحریراً تو تو مین مین - مین نہ پڑون گا - والتسلیم -

احقر - نعمت اللہ - ۱۳ - شعبان سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۱۲ع از ایران - محلہ سادات -

---

حضرت ابی طالب صاحب

حضور انورؐ کے چچا صاحب واقعی شریف الطبیعت انسان تھے۔ بہ نسبت سائر کفار کے شرارت سے پاک تھے اور قرابت کی حق شناسی کا عمدہ عمل واقعی آپ مین اعلی پیمانہ پر تھا۔ جس کو آپ نے پورا کر دکھایا۔ مین آپ کی عزت کرتا ہون .... شیعہ آپ کو مسلمان (صفحہ ۲۸۴/۲۸۵ کافی کلینی ج ۱) مانتے ہین۔ بمثال اصحاب کہف اسرالایمان واجہر بالشرک کہ باطناً مومن اور ظاہراً مشرک۔ اور یہ بھی دعوی کرتے ہین کہ آپ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی۔ خدمت اور حمایت کی جو آپ کے مومن مسلمان ہونے کا بین ثبوت ہے۔ جس کا نتیجہ عندالشیعہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ طہارت سے پیدا ہو کر ثلاثہ پر صاحب فخر ہوے۔ کیونکہ انکے والدین شروع سے مسلمان نہ تھے ....

لیکن اس سب کروفر کی امامیہ مذہب تردید فرماتا ہے۔ دیکھو باب انہ یرث المسلم الکافر ولا یرثہ الکافر" صفحہ ۲۹۲ ج ۳ استبصار مطبوعہ لکھنؤ ......

سماعہ شیعہ کا سوال ہے۔ المسلم ہل یرث المشرک۔ یعنی کیا مسلمان مشرک کا وارث ہے؟"

امام جعفر صادق علیہ السلام جواب دیتے ہین۔ نعم۔ ہان وارث ہوتا ہے مسلمان مشرک کا"

امامیہ مذہب سے ثابت ہو گیا کہ مسلمان شخص مشرک کا وارث ہے۔ جس پر علی دلیل یہ ہے" لایزداد بالاسلام الا عزاً نحن نرثہم۔ ولا یرثونا۔ ہذا میراث ابی طالب فی ایدینا"۔ نہین بڑھتی اسلام سے مگر عزت۔ ہم وارث اُن (کافرون) کے اور وہ (کافر) نہین وارث ہوے ہمارے۔ یہ ہے ورثہ ابی طالب کا ہمارے ہاتھ مین .... یعنی ہم ..... بلحاظ باب کے۔ اور مسلمان کیلیے بجواز وراثت مشرک کی تمثیلاً ورثہ یابی از ابی طالب کی دلیل کا پیش کرنا کافی ثبوت ہے کہ امامیہ مذہب مین حضرت ابی طالب کافر تھے۔ نہ مسلمان۔

اصحاب کہف - ظاہراً و باطناً مومن مسلمان تھے۔ ورنہ ہجرت نہ کرتے۔ انکی نسبت باطنی اور ظاہری دو مختلف حالتین پیش کرنا بوجہ ناموافقت انکی حالت کے غلط ہے۔ لیکن بتسلیم شیعہ مثال مین۔ حضرت ابی طالب صاحب دو حال کے شخص ہوے۔ نیمے درون۔ نیمے برون۔ یعنی ایمان اور شرک دونو نہین ملے جلے دو رنگ ہوے۔ پس اگر آدھے مومن ہین۔ تو عندالشیعہ آدھے مشرک بھی۔ بدین مثال خالص مومن مسلمان نہ رہے۔ اور نہ شرک سے پاک ہوے

جب ایسا ہی کہ امامیہ مذہب ابی طالب کو کافر مانتا ہی۔ اور شیعہ شرک سے پاک نہیں جانتا تو اُن کے تمام اعمال آیۃ "وحبطت اعمالہم" حبط ہو گئے۔ کہ باوجود کمال معرفت پیدا ہو جانے کے بھی اقرار اسلام خالصاً نہ کیا۔ نماز پڑھی نبوت کا اقتداء نہ کیا۔ کفار سے جہاد نہ کیا۔ گو اُنکی طبیعت بہ نسبت سائر کفار کے شرارت سے پاک تھی۔ تاہم مزاحمت تبلیغ سے بری نہ تھے۔ جبکہ کفار کے کہنے پر۔ حضور علیہ السلام کو اُنکے معبودوں کے خلاف کہنے سے باز رہنے کی سفارش کی جو صریح عملی کفر ہی۔

امامیہ اور شیعہ کے نزدیک ثابت ہو چکا کہ کفر اور شرک سے پاک نہ تھے۔ بدین حالت وصورت۔ حکمت عملی کی چال میں قصیدہ گوئی آپ کو کیا فائدہ دے سکتی ہی؟ بس بہ ثبوت بالا۔ اگر طہارت نسبی کا یہی مفہوم ہی۔ تو آپ کے کفر کی شامت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعی مذہب پر طہارت نسب کا فخر نہ رہا۔

طہارت نسبی۔ اگر یہی مانتے ہو۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ آذر بحکم قرآن بت پرست تھا یعنی شرک۔ اصل نسب سب کی آدم علیہ السلام سے پاک ہی۔ آگے عمل ہی۔ خواہ کفر ہو۔ خواہ اسلام۔ ایمان ہو۔ خواہ شرک۔ اسکو نسب سے کیا تعلق۔ نوح علیہ السلام پاک تھے۔ ان سے ایک بیٹا پلید پیدا ہوا۔ پس پاک سے پلید عمل۔ اور پلید عمل سے پاک پیدا ہوئے۔ یہ کسی کے لیے کوئی محل فخر نہیں اور نہ محل کمی

ابی طالب صاحب سے بحال کفر کے حضور علیہ السلام نے بقول شیعہ دودھ پیا ہی۔ جس سے آپکو کوئی نقص نہیں۔ ہم رنگ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور بروئے مذہب شیعہ حضرت علی بھی اس حال سے اب بری نہ رہے۔ سب کی پیدائش یکساں رہی۔

حفاظت کا ذمہ دار خدا تھا۔ بوقت تعین بہ تبلیغ اپنے نبی کی حفاظت کا ذمہ باین الفاظ اُٹھالیا واللہ یعصمک من الناس۔ کہ خدا تیرا نگہبان ہی۔ کہ لوگوں کی شرارت سے ضرر سے۔ ایذا رسانی سے۔ ہمیشہ تجھے محفوظ رکھیگا۔ اور زیر نظر رکھے گا۔ انت باعیننا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام ہر قسم کے ضرر سے ہمیشہ محفوظ رہے۔

جب ثابت ہو چکا کہ حفاظت نبوی خاصہ فعل خدا ہی تو کسی غیر اللہ شخص کو رسول اللہ کا محافظ سمجھنا اور نگہبان تام ماننا شرک بنتا ہی۔ ابی طالب صاحب ہرگز ہرگز رسول اللہ کے محافظ نہ تھے ......

خدمت۔ ابی طالب صاحب نے رسول اللہ کی خدمت نہیں کی نبوت کی خدمت اور رسالت کی حمایت

ان پر ایمان آوری ہی - سو شیعہ مذہب سے انکا کفر اور شرک ثابت ہو چکا ہی - جب آپ کھلم کھلا مسلمان نہ ہوئے تو بے شک ابی طالب نے حضرت "محمد" علیہ السلام کی - بحیثیت "رسول اللہ" ہونیکے خدمت نہین کی -
ہان - حضور علیہ السلام کی شخصیت کی ضرور حمایت کی - سو بلحاظ قرابت کے آپ نے اپنا قومی فرض ادا کیا
جس کا جواب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاوضہ - مقابلہ کے وزن سے حضرت علی کی پرورش میں
زیادہ سے زیادہ پورا کر دیا - لہذا یہ قرابت کے لحاظ سے خدمت - حضرت ابی طالب کو مسلمان ثابت نہین کرتی
کیونکہ یہ خدمت رسالۃ کی خدمت نہ تھی - یعنی ایمان نہ لایا گیا - اور دنیاوی قرابت کا بدلہ آپ کی اولاد پا چکی -

اب التماس ہی کہ ہندوستان کے مناظر شیعہ پہلوان - ابی طالب صاحب کا اسلام اور ایمان ثابت کر کے قول امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ کی اصلاح کرین - یا ثلاثہ سے اعتراض واپس لیوین - ۱۱ - شعبان سنہ ۳۰ھ
ولی محمد - شیدا - از گھانہ - ضلع جھنگ - پنجاب -

از مدیر النجم عافاہ اللہ

ابو طالب کے ایمان پر شیعون نے صرف اپنی اون جہالی محبت کے باعث (جو انکو کافرون کے ساتھ ہی) اس قدر زور دے رکھا ہی ورنہ ابو طالب کا کفر مخفی نہین ہی -
بغیر - شیعہ جو انکے ایمان ثابت کرنے کے درپے ہین انکی تو خاص ایک وجہ ہی لیکن بعض سُنی جو شیعون کے قریب مین آکر ابو طالب کے ایمان کے قائل ہو گئے ہین انکی حالت قابل افسوس ہی - کیونکہ اہل سنت کی روایات صحیحہ ابو طالب کے کُفر پر باوضح طرق دلالت کرتی ہین - صحیحین مین ابو طالب کے کفر کی بہت سی روایتین ہین خصوصاً صحیح مسلم مین تو اسکا ایک مستقل باب ہی جس کا عنوان یہ ہی باب نفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا طالب
بعض شیعون کو اہل سنت کے مقابلہ مین ابو طالب کے ایمان ثابت کرنے کی ہوس دامن گیر ہوتی ہی
چنانچہ صاحب استقصاء الافحام نے اسکے متعلق بہت کچھ تیزی طبع دکھائی ہی
صاحب استقصا کی کوہ مو شگافی کی حقیقت انشاء اللہ آیندہ نمبر مین ظاہر کیجاویگی -

سیرت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

اور

والیہ بھوپال دامت بالعز والاقبال

النجم کے گزشتہ نمبرون مین مختصراً لکھا جا چکا ہی کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اس کار خیر کی طرف توجہ فرمائی ہی اور اس عظیم الشان کام کو مولوی **شبلی** صاحب کے متعلق کیا ہی - اور بتقضاے نصیحت یہ بھی لکھا گیا تھا کہ بیگم صاحبہ کو اپنی اس تجویز مین صحیح رائے قائم کرنے کا موقع نہین ملا اور یہ کہ بیگم صاحبہ کو اگر یہ کام کرنا ہی تو اس اہتمام کے ساتھ کرین جو اورنگ زیب نے فتاویٰ عالمگیریہ کے جمع کرنے مین کیا تھا کہ آج وہ تمام دنیا نے کے مسلمانون مین مسلم ہی اور ایک خیر جاری قیامت تک صفحۂ ہستی پر اُنکی یادگار ہی -

فاضل معاصر اڈیٹر صاحب ضیاء الاسلام مراد آباد نے النجم کی رائے کو بہت پسند کیا - چنانچہ وہ اپنے رسالہ مورخہ ۱۵ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۰ھ مین رقم فرماتے ہین -

مولوی شبلی صاحب نے ندوہ کے گزشتہ سالانہ اجلاس سے قبل اور ندوہ مین بھی سیرۃ نبوی کی تالیف کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا جو ایک نہایت ضروری چیز ہے - بیگم بھوپال سلمہا اللہ تعالیٰ نے اس اہم کام کی اعانت مین ڈھائی سو روپیہ ماہوار کی اعانت کا وعدہ کیا ہی لیکن سیرۃ نبوی کا کام جس قدر اہم ہی اُسکے لیے مولوی شبلی صاحب کی غیر مستند ذات کافی نہین ہو سکتی اس لیے مناسب یہ تھا کہ بیگم صاحبہ اپنے اہتمام سے خود اس کام کو انجام دیتین - ہمعصر النجم کی حسب ذیل رائے اس خصوص مین نہایت مناسب ہی بیگم صاحبہ بھوپال کو مزید توجہ کی ضرورت ہی " (اسکے بعد انھون نے النجم کی پوری تحریر نقل کی ہے -)

اس طرف بعض احباب نے بھی کا اصرار ہوا کہ اس مادہ مین ایک بے لاگ مضمون اور ہونا چاہیے شاید کوئی بندۂ خدا اس مضمون کو بیگم صاحبہ بھوپال تک پہونچا دے اور وہ متنبہ ہو جائین ورنہ ما علینا الا البلاغ -

لہٰذا اس مرتبہ اسکو مختصر طور پر لکھا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اُس اکرم الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھنے کیلیے وہ شخص موزون ہوسکتا ہی جو صحیح العقائد ہو اور کمال مناسبت و محبت اس ذات قدسی صفات کے ساتھ رکھتا ہو اور اسکے ساتھ ہی تمام علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث مین مہارت کاملہ اُسکو حاصل ہو۔

بغیر ان اوصاف کے اگر کوئی شخص آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھے تو یقیناً اُس سے بجاے نفع کے عوام مسلمین کو ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی۔ اور میرے خیال مین اُسکی لکھی ہوئی سیرت کی مضرت عیسائیون کی لکھی ہوئی سیرتون سے بدرجہا فائق ہوگی۔

میرے خیال ناقص مین وہ مولوی صاحب جنکو بیگم صاحبہ کے سامنے اس کام کیلیے پیش کیا گیا ہی ان اوصاف سے کچھ حصہ نہین رکھتے۔ جو شخص میرے اس کلام کی تصدیق مین متامل ہو اُسکو چاہیے کہ اُن مولوی صاحب کے تصنیفات شریفہ کا مطالعہ کرے خصوصاً اُن تصانیف کا جنکا رد اہل علم نے لکھا ہے مثل کتاب سیرۃ النعمان کے کہ اسکا رد حسن البیان بما فی سیرۃ النعمان چھپ چکا ہی اور مثل کتاب الفاروق کہ اسکا رد مولوی محمد جان صاحب غازی پوری نے لکھا ہی ابھی مطبوع نہین ہوا۔

اس وقت میرے مختصر کتب خانہ مین مولوی صاحب موصوف کی تصنیفات مین صرف **الکلام** حصہ دوم نکلی۔ لہٰذا نمونہ کے طور پر اسی کتاب کی کچھ حالت ظاہر کیجاتی ہی۔ والغرفۃ تنبئ عن الغدیر۔

ایک لحاظ سے یہ کتاب انکی دوسری تصانیف پر فائق ہی۔ کیونکہ دوسری کتابین متعلق بہ فن سیر ہین۔ جنمین نوع من التساہل کی گنجائش ہی۔ بخلاف اس کتاب کے لہٰذا یہ کتاب دوسری تصانیف کے لیے مقیس علیہ بننے کی بدرجہٗ اعلیٰ استحقاق رکھتی ہی۔

اسوقت جو کچھ اس کتاب کے متعلق لکھا جاتا ہی اسمین کوئی ایسی بات نہین ہی جسکے لیے غیر معمولی تتبع اور غور وخوض سے کام لیا گیا ہو۔ بلکہ صرف وہی باتین ہین جو معمولی ورق گردانی سے ظاہر ہوگئین۔

الکلام حصۂ دوم کی مختصر کیفیت

(۱) صفحۂ ۴۰ سے صفحۂ ۴۵ تک مولوی صاحب نے ملاحدہ کے اعتراضات وجود باری تعالیٰ پر نقل کیے ہین۔ اسکے بعد صفحۂ ۴۵ سے اُن اعتراضات کا جواب دینا شروع کیا ہے جس کی ابتدا مین لکھتے ہین -

"ہمکو اس سے انکار نہین کہ عالم اجزاے دیمقراطیسی سے بنا ہے - ہمکو یہ بھی تسلیم ہے کہ **عالم قدیم** ہے - جیسا کہ خود مسلمانون کے ایک بڑے فرقہ معتزلہ اور حکمای اسلام یعنی فارابی اور ابن سینا اور ابن رشد کی راے ہے"

ف اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب قدم عالم کے قائل ہین اور معتزلہ اور ملاحدہ فلاسفہ (جنکو حکماے اسلام کا لقب دیا ہے) کے مقلد ہین - کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اہل سنت والجماعت ایسے شخص کو صحیح العقیدہ **سمجھینگے**؟

آگے چل کر مولوی صاحب بحوالۂ ابن رشد قدم عالم کا ثبوت قرآن سے دینا چاہتے ہین - اور دو تین آیتون کے ٹکڑے نقل کیے ہین - لیکن غنیمت ہے کہ خود مولوی صاحب بھی ان آیات کو اپنے مدعا پر قطعی الدلالۃ نہین بتاتے بلکہ فرماتے ہین کہ ان آیتون سے یہی متبادر ہوتا ہے - یہ ظاہر ہے کہ اگر بالفرض تبادر کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو کبھی خلاف متبادر معنی بھی مراد ہوا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات واجب ہو جاتے ہین - کما لا یخفی -

(۲) معجزات کے ممکنۃ الوقوع ہونے اور ان کی دلیل نبوت بننے سے بڑے شد و مد سے انکار کرنے کے بعد صفحہ ۷۱ مین رقم فرماتے ہین -

"ان سب امور کو مان بھی لیا جائے تو یہ بحث باقی رہیگی کہ معجزہ صرف ان لوگون پر حجت ہو سکتا ہے جو اُسوقت موجود تھے - آیندہ نسلون کو اسکا علم صرف روایت کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے لیکن اس قسم کی روایتون کو قطعی اور یقینی کیونکر ثابت کیا جاسکتا ہے - روایت مین سب سے بڑا درجہ تواتر کا ہے یعنی جو خبر

متواتر ہوتی ہی اسکو یقینی کہا جاتا ہی۔ لیکن کیا تمام متواترات یقینی ہیں۔ یہود تبواتر بیان کرتے ہیں کہ توراۃ مین کسی قسم کی تحریف نہین ہوئی۔ یہود اور نصاری دونون متفق اللفظ ہین اور تبواتر بیان کرتے ہین کہ حضرت عیسی مصلوب ہوے۔ پارسی زردشت کے معجزات کو تبواتر بیان کرتے ہین۔ غرض ہر فرقہ اپنے مذہب کے متعلق بہت سے واقعات تبواتر بیان کرتا ہی لیکن کیا ان واقعات کو ہم یقینی سمجھتے ہین۔ شاید یہ کہا جائے کہ روایت کی صحت کے لیے اسلام شرط ہی جسکے یہ معنی ہوے کہ صرف مسلمانونکا تواتر مفید یقین ہی لیکن اس یک طرفہ ڈگری کو مخالف کیونکر تسلیم کرسکتا ہی"

ف اس عبارت سے علاوہ اسکے کہ مولوی صاحب کے عقائد کا فساد ظاہر ہوا یہ بھی واضح ہوا کہ فن حدیث کے نہایت موٹے موٹے مسائل کا علم بھی انکو نہین ہی۔ یہان تک کہ حدیث متواتر کی تعریف اور اوسکے حکم اور شرائط سے بھی ناواقف ہین۔ مولوی صاحب کو اگر متواتر کی تعریف وغیرہ معلوم ہوتی تو کبھی مزعومات باطلہ یہود و نصاری کو متواتر نہ کہتے اور ہرگز نفرماتے کہ روایات متواترہ مفید یقین نہین ہوتین۔ خصوصاً مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ روایت کی صحت کیلیے اسلام شرط ہی" انکی بے نظیر ناواقفیت کو ظاہر کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ مولوی صاحب کے نزدیک صحت و تواتر ایک چیز ہے حالانکہ دونون مین کچھ تعلق بھی نہین۔

مزید انکشاف کی غرض سے متواتر کی تعریف وغیرہ بیان کرتا ہون تاکہ اچھی طرح واضح ہوجائے کہ مولویصاحب کو فن حدیث سے کیسی اجنبیت ہی۔ نخبۃ الفکر مین ہی۔

الخبر اما ان یکون لہ طرق بلا عدد معین او مع حصر بما فوق الاثنین او بہما او بواحد فالاول المتواتر وہو المفید للعلم الیقینی۔ **ترجمہ**۔ روایت کے لیے اگر بہت سندین ہون جو کسی عدد معین کے اندر منحصر نہون یا اندازاً دو مین یا دو مین یا ایک مین منحصر ہون پس پہلی قسم متواتر ہی اور وہ علم یقینی کو مفید ہوتی ہے یعنی حدیث کی باعتبار سند کے چار قسمین ہین۔ متواتر۔ مشہور۔ عزیز۔ غریب۔ متواتر اسکو کہتے ہین جسکے راوی بیشمار ہون۔ باقی تین قسمونکو احاد کہتے ہین۔ متواتر کے مفید یقین ہونے کے لیے چار شرطین ہین **اول** یہ کہ راوی بکثرت ہون **دوم** یہ کہ راویون کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہو

کہ اُنکے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل محال سمجھے سوم یہ کہ ہر زمانہ مین ابتدا سے انتہا تک اسی قدر کثرت راویون کی ہو چہارم یہ کہ انتہا اس روایت کی مشاہدہ یا سماع پر ہو۔ مثلاً یہ خبر کہ اورنگ زیب دہلی کا ایک بادشاہ تھا۔ متواتر ہے۔ اور اسمین یہ چارون شرطین بھی پائی جاتی ہین یعنی اسکے راوی بکثرت ہین اور انکی کثرت اس حد کو پہونچگئی ہے کہ انکے جھوٹ پر اتفاق کر لینے کو عقل محال سمجھتی ہے۔ اور یہی کثرت اسکی ہر زمانے مین بھی اور انتہا بھی اسکی مشاہدہ پر ہے یعنے اخیر راوی اس خبر کے یہ بیان کرتے ہین کہ اورنگ زیب کو ہمنے خود دیکھا تھا۔

جب یہ چارون شرطین کسی متواتر مین پائی جائین گی تو وہ متواتر یقیناً مفید یقین ہو گی شرح نخبہ کی عبارت دیکھیے فاذا جمع ہذہ الشروط الاربعۃ وہی عدد کثیر احالت العادۃ تواطوہم علی الکذب ورووا ذلک عن مثلہم من الابتداء الی الانتہاء وکان مستند انتہاءہم الحس۔ اور بعض محدثین نے ان شرائط اربعہ کو متواتر کی تعریف مین داخل کیا ہے بلکہ اسکے ساتھ ایک شرط اور بھی بڑھادی ہے کہ وہ سامع کو افادۂ علم کرے۔

اب مولوی صاحب یا اُنکے حامی بتائین کہ یہود ونصاریٰ کے وہ مقولات باطلہ جنکو مولوی صاحب متواتر فرماتے ہین اور اُنکے مفید یقین نہ ہونے سے سرے سے متواتر کو اس صفت سے عاری بنانا چاہتے ہین اصول حدیث کی بنا پر کہان تک صحیح ہو سکتا ہے۔ اول تو یہود ونصاریٰ کے ان مقولات کا متواتر ہونا ہی محل کلام ہے اور اگر بفرض محال ہم تسلیم کر لین تو ان متواترات کا مفید یقین نہ ہونا اس سبب سے ہے کہ ان مین وہ چارون شرائط نہین پائے جاتے اور شرائط سے قطع نظر کر کے چوتھی شرط کا نہ پایا جانا تو قطعی ہے۔ تورات کے محرف نہ ہونے کی روایتین یا حضرت عیسےٰ کے مصلوب ہوجانے کی روایتین ہرگز مشاہدہ یا سماع پر منتہی نہین ہوتین کوئی جم غفیر ان دو واقعون مین سے کسی واقعہ کو اپنا چشم دید ہونا یا کسی لازم الصدق سے مسموع ہونا نہین بیان کرتا۔

اب دوسری بات کو ملاحظہ کیجیے۔ یعنی یہ کہ مولوی صاحب متواتر کو اور صحیح کو ایک چیز سمجھتے ہین

حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ **صحیح** ایک قسم ہے احاد کی جو قسیم ہے متواتر کا۔ اس بنا پر چاہیے کہ متواتر مین اور صحیح مین تباین کی نسبت ہو۔ نخبۃ الفکر مین صحیح کی تعریف دیکھ لیجیے۔ وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ ہو الصحیح لذاتہ۔ مگر بعض محدثین نے دونون مین عموم خصوص کی نسبت بیان کی ہے۔ فکل متواتر صحیح بغیر عکس کلی۔

(۳) نبوت اور خرق عادت کی اصلی حقیقت بیان کرتے ہوے صفحہ ۷۷ مین لکھتے ہین "**پہلا مسئلہ**۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جس قدر حقائق اشیا سے ناآشنا ہوتا ہے اُسی نسبت سے علل و اسباب کے سلسلہ پر اُسکی نظر کم پڑتی ہے اور وہ ہر چیز کو براہ راست خدا کیطرف منسوب کرتا ہے"

پھر بفاصلۂ چند سطور فرماتے ہین۔

"غرض جس قدر حقیقت طلبی اور غور رسی بڑھتی جاتی ہے علل و اسباب کا سلسلہ وسیع ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ بالآخر اس بات کا یقین ہوتا جاتا ہے کہ عالم مین جو کچھ ہوتا ہے وہ علت و معلول سبب و مسبب شرط و مشروط مؤثر او مؤثر کے سلسلہ کے بغیر نہین ہوتا"

ف ان دونون عبارتون سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو براہ راست خدا کی طرف منسوب کرنا حقائق اشیا سے ناآشنائی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی جبتک انسان جاہل رہتا ہے اُسوقت تک وہ ہر بات کو براہ راست خدا کی طرف منسوب کر دیا کرتا ہے اور جیسے جیسے علم کی روشنی اُسکے دماغ کو منور کرتی جاتی ہے وہ ہر چیز کو وہ ہر چیز کو غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے لگتا ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ اگر خدا کی طرف نسبت کرنا جہل ہے اور غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا علم ہے تو آپ کے اس علم سے وہ جہل کرورون درجہ افضل ہے۔

کیا اہل انصاف کہہ سکتے ہین کہ یہ مضمون جو مولوی صاحب کی مذکورۂ بالا عبارت مین ہے صریح الحاد نہین ہے؟ قرآن کریم مین، احادیث نبویہ مین، اکابر ائمۂ اہل اسلام کے کلمات مین، اشیا کی نسبت براہ راست حق تعالی کی طرف اس کثرت کے ساتھ ہے کہ محتاج بیان نہین۔ کیا یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب نسبتین حقائق اشیا کی ناآشنائی کے باعث ہوئی ہین (نعوذ باللہ تعالی من شر الوسواس)

(۴) صفحہ ۱۸۰ مین فرماتے ہین "مثلاً یہ عقیدہ کہ کفر، زنا، معاصی اور برائیان سب خدا کی

حکم اور ارادہ اور مشیت سے ہین فی نفسہ سچ ہی"۔

ف معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کے نزدیک حکم اور ارادہ اور مشیت مین کچھ فرق نہین - ایسی بے نظیر ناواقفیت کے ساتھ سیرت نبوی کے لیے قلم اٹھانا کہان تک مناسب خیال کیا جا سکتا ہی؟ مولویصاحب! حکم اور چیز ہی ارادہ اور مشیت اور چیز ہی- شرح عقائد نسفی پڑھنے والا بھی ایسی موٹی موٹی باتون کو جانتا ہی- پھر نصوص قرآنیہ کو دیکھیے صاف صاف ارشاد ہو رہا ہی کہ ان اللہ لایأمر بالفحشاء- مولوی صاحب! آپکو کہان سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کفر زنا معاصی اور برائیون کا حکم دیتا ہی- کسی آیت قرآنی مین آپ نے یہ مضمون دیکھا یا کسی حدیث مین ملاحظہ فرمایا یا کسی عالم اسلام کے کلام مین نظر سامی سے گزرا-

(**۵**) صفحہ ۲۱۰ مین فرماتے ہین:- "اکثر جگہ محض مجاز و استعارہ ہی- مثلاً جمادات کی تسبیح - آسمان و زمین سے خطاب اور انکا جواب - ازل مین بنی آدم کا اقرار - خدا کا عرش پر متمکن ہونا وغیرہ وغیرہ"

ف ان چیزون کا مجاز و استعارہ ہونا گو خلاف نصوص ہی جیسا کہ قرآن شریف مین آسمان زمین وغیرہ کی تسبیح کو ولکن لاتفقھون تسبیحھم کے ساتھ موکد کرنے سے ظاہر ہی لیکن اگر مولوی صاحب نے کوئی کلیہ قاعدہ مقرر کر دیا ہوتا جس کے ذریعے سے حقیقت و مجاز کی حد بندی ہو جاتی تو ہم اسکو چندان معیوب نہ سمجھتے مگر افسوس تو یہ ہی کہ مولوی صاحب نے ایسا کوئی کلیہ قاعدہ نہ بتایا- اسکی وجہ سوا اسکے کیا ہو سکتی ہی کہ مولوی صاحب کو نیچریون کیلیے ایک وسیع شاہراہ کا کھولدینا مد نظر تھا کہ جو بات قرآن و حدیث کی جس نیچری کو غیر معقول معلوم ہو یا جو حکم دشوار نظر آئے اُسکو مجاز کہہ کر اُڑا دے-

(**۶**) اسلام کے مانع ترقی نہونے کی بحث کرتے ہوے صفحہ ۲۳۴ و صفحہ ۲۳۵ مین لکھتے ہین- "کسی قوم کی ترقی کا ایک بڑا اصول یہ ہی کہ اُسکے ہر فرد کو من حیث القوم سلف آنر یعنی اپنی آپ عزت کا خیال دلایا جائے- اسلام نے ابتدا ہی سے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا- چنانچہ مسلمانون کو مخاطب کر کے کہا کنتم خیر امۃ- للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین- قرن اول مین یعنی جب تک اسلام اسلام رہا یہ خیال تمام مسلمانون مین اس قدر جاگزین تھا کہ قوم کا ہر فرد من حیث القوم اپنے آپ کو افضل ترین عالم سمجھتا تھا-

یہی سلف آز کا خیال تھا جو مسلمانون کے ہر قسم کی حوصلہ مندیون اولوالعزمیون، بلند خیالیون کا باعث تھا۔ تاریخون مین تمنے پڑھا ہوگا کہ ایک معمولی درجہ کا مسلمان بھی قیصر و کسری کے دربار مین کس دلیری و آزادی سے سوال و جواب کرتا تھا"۔

ف مولوی صاحب کو یورپ کی اوضاع اور اطوار سے ایسی گہری محبت ہے۔ اور اس محبت کا نشہ اونپر ایسا غالب ہے کہ اُنکی بُری سے بُری بات مین بھی مولوی صاحب کو ہزارون خوبیان نظر آتی ہین اور چاہتے ہین کہ کسی طرح ان قبائح کو اسلام کی تعلیم قرار دین۔ چنانچہ تکبر و نخوت اور اپنے دوسرے بنی نوع کو ذلیل سمجھنے کی خصلت جو اہل یورپ مین ہے مولوی صاحب کو ایسی مرغوب ہوئی کہ اسکو قرآن کی تعلیم قرار دیتے ہین اور تاریخی واقعات سے ثابت کرنا چاہتے ہین معاذ اللہ من ذلک۔

قرون اولیٰ مین کوئی مسلمان اپنے کو ہرگز کسی حیثیت سے افضل ترین عالم نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ خوف خدا اُنپر ایسا غالب تھا کہ انکی نظر اپنے محاسن پر پڑتی ہی نہ تھی اپنے کو مجموعۂ معائب جانتے تھے۔ قیصر و کسری سے انکا بیباکانہ گفتگو کرنا محض اس سبب سے تھا کہ غیر اللہ کے خوف سے انکا دل خالی ہو چکا تھا خدا کے سوا کسی مین نفع و ضرر پہونچانے کی قدرت کا خیال اُنکے دلون مین نہ تھا۔ وہ جانتے تھے قیصر و کسری اگر اپنی تمام قوت ختم کر کے ہمکو ضرر پہونچانا چاہین تو ہرگز بغیر تقدیر الٰہی وہ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہین کر سکتے۔ اسی خیال نے اُنکو دلیر و بیباک بنایا تھا۔ نہ اس خیال نے کہ ہم تمام دنیا سے افضل ہین۔

قرون اولی کے مسلمان اپنے کو تمام عالم سے افضل سمجھتے تھے یا اپنے کو سب سے ارذل جانتے تھے۔ اسکا حال تو آپ کو اُسوقت معلوم ہوتا جب آپ نے علم حدیث کی کتابین پڑھی ہوتین۔ دور نجائیے مشکوۃ کا باب البکاء والخوف نکال کر دیکھ لیجیے۔ ایک صحابی فرماتے ہین کہ یا لیتنی شجرة تعضد۔ "اے کاش مین بجاے انسان کے ایک درخت ہوتا جو کاٹ ڈالا جاتا"۔ ایک صحابی ... مین کاش مین بجاے انسان کے بکری ہوتا جسکو لوگ ذبح کر کے کھا لیتے"۔ حضرت فاروق اعظم ... ہین کہ جس قدر اعمال ہمنے حضرت کے بعد کیے ہین انکا نہ ہمین ثواب ملے نہ عذاب ہو۔ ہم اسکو ...

غنیمت جانتے ہین - ۵

ازین بر ملائک شرف داشتند
که خود را به از سگ نہ پنداشتند

یہین سے معلوم ہوگیا کہ آیات قرآنی جو آپ نے نقل کین انکا ہرگز یہ منشا نہین ہی کہ مسلمانون مین تکبر و نخوت پیدا ہوجائے کیونکہ ان آیات مین خیریت و عزت کو جن اوصاف کے ساتھ مشروط فرمایا ہی اُن اوصاف کا اپنے مین ہونا قبل از موت کسی کو بالیقین نہین معلوم ہوسکتا۔ فان العبرۃ بالخواتیم۔

قطع نظر اس سے قرآن نے یہ فرمایا ہی کہ تم بہترین ہو۔ یہ تو نہین فرمایا کہ تم اپنے کو بہترین سمجھو۔ اپنے کو افضل سمجھنا امراض روحانیہ مین سے ہی جب کوئی شخص امراض روحانیہ سے پاک ہوجاتا ہی اُسکے سامنے اُسکی کتنی ہی تعریف کیجائے اُسکے کتنے ہی اوصاف واقعیہ اُسکے پیش نظر کردیئے جائین مگر اُسکو اُنکی طرف التفات ہی نہین ہوتا اور وہ اپنے کو ہمیشہ گنجینۂ معائب ہی خیال کرتا ہی۔ صحابۂ کرام کے حالات بچشم بصیرت دیکھو تو تمہاری سمجھ مین یہ نکتہ آجائے - قرآن کریم کی ایک دوسری آیت مین یہ نکتہ بہت صاف کردیا گیا ہی۔ ارشاد ہوتا ہی۔ الذین یوتون ما اتوا و قلوبہم وجلۃ یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کرتے ہین مگر اُنکے دل خوف سے بھرے ہوے ہین کہ وہ اعمال قبول ہون یا نہون۔

(۷) دین و دنیا کا باہمی تعلق بیان کرتے ہوے صفحہ ۲۴۲ مین لکھتے ہین "سب سے بڑھ کر یہ کہ امت محمدیہ کو اعمال صالحہ کے معاوضہ مین جس چیز کے عطا کرنے کا وعدہ ہوا وہ خلافت اور سلطنت تھی۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فے الارض (ترجمہ) خدا نے اُنلوگون سے جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے یہ وعدہ کیا کہ اُن کو خلافت دے گا"

ف اس عبارت سے دو باتین مفہوم ہوئین اوّل دنیا اور دنیا کی سلطنت کی عظمت دوسرے یہ کہ اعمال صالحہ کا معاوضہ خلافت و سلطنت ہی۔

تمام مسلمان جانتے ہین کہ یہ دونون باتین شریعت اسلامیہ سے کس درجہ مناقض ہین دنیا کی مذمت کس درجہ وارد ہوئی ہی کوئی مخفی بات نہین ہی۔ اعمال صالحہ کا معاوضہ جنت اور

رضای حق تعالی ہے نہ دنیا کی سلطنت - دنیا دار الجزاء نہین دار العمل ہے - دار الجزا آخرت ہے -
قرآن مجید مین نہ معلوم کتنی آیتین ہین جن مین جنت اور رضای حق تعالی ہی کو جزاے اعمال صالحہ فرمایا
گیا ہے - مگر غالباً وہ سب آیتین مولویصاحب کے نزدیک مجاز واستعارہ ہونگی - کاش مولوی صاحب
نے یہ لکھا ہوتا کہ اعمال صالحہ کے معاوضہ مین جن چیزون کے عطا کرنے وعدہ ہوا ہے اُنمین سے
ایک خلافت وسلطنت بھی ہے، مگر غضب تو یہ ہے کہ مولویصاحب معاوضہ کو خلافت وسلطنت مین
منحصر بتا رہے ہین جس سے جنت کے ایک افسانہ بے اصل ہونے کی طرف لطیف اشارہ نکلتا ہے -

اب ایک اور لطیفہ سنیئے - مولوی صاحب کی تقریر کا مقتضایہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر مقام
مین مومنین صالحین کو خلافت وسلطنت ملنی چاہیے - لیکن مشاہدہ اسکے خلاف ہے - نتیجہ یہ ہوا
کہ وعدۂ الٰہی کی تکذیب ہوگئی -

مولوی صاحب نے لفظ منکم کا ترجمہ ہی غائب کردیا - اور آیت کے وعدہ کو وقت نزول
کے مومنین صالحین سے مختص نہ رکھا - اسی سے یہ سب خرابیان لازم آئین - اب سوا اسکے
کیا کہا جائے کہ یا تو مولوی صاحب اس آیت کے معنی سے بیخبر ہین - یا دیدہ ودانستہ ایسی تقریر
فرما رہے ہین - (باقی آئندہ)

اطلاع

۷ - شوال کا پرچہ حسب دستور قدیم بوجہ تعطیل عید
کے شائع نہ ہوگا -

راقم - مدیر النجم

اور جو روایت کہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہے وہ ہے کہ جسکو اسحاق بن عمار نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اُس مرد کے بارے مین روایت کیا ہے جو اپنے برتن مین (مری ہوئی) چوہیا (پڑی) دیکھے - حالانکہ وہ اس سے پہلے اس برتن سے کئی بار وضو کر چکا تھا یا اپنے کپڑون کو دھو چکا تھا یا اُس سے غسل کر چکا تھا - اور اُس چوہیا کا پیٹ پھٹ چکا ہے - امام نے فرمایا کہ اگر اس نے اس برتن مین چوہیا دیکھ لی تھی قبل اس کے کہ غسل کرے یا وضو کرے یا اپنے کپڑے دھوئے اور دیکھنے کے بعد اُس نے یہ افعال کیے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنے کپڑون کو دھوئے اور تمام اُن چیزون کو جن کو یہ پانی لگ گیا ہو دھوئے اور وضو کا اور نماز کا اعادہ کرے - اور اگر اُسنے ان افعال سے فارغ ہو کر چوہیا کو دیکھا ہو تو اب اس پانی کو ہاتھ نہ لگائے - اور اُسپر نماز وغیرہ کا اعادہ واجب نہین - کیونکہ وہ نہین جانتا کہ کب گری ممکن ہے کہ اُسی وقت جبکہ اُسنے دیکھا اُسمین گری ہو -

لیکن وہ روایت جو احمد بن محمد نے محمد بن اسمعیل سے اُنھون نے رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کنوین کے پانی مین بڑی وسعت ہے اُسکو کوئی چیز نجس نہین کر سکتی یہان تک کہ اُسکی بو بدل جائے یا اُسکا مزا بدل جائے اس صورت مین البتہ اُس کا پانی نکال ڈالنا چاہیے یہان تک کہ اُسکی بو درست ہو جائے اور مزا اسکا اچھا ہو جائے

والذی یدل علی ذلک ما رواہ اسحاق بن عمار عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل الذی یجد فی انائہ فارۃ و قد توضأ من ذلک الاناء مرارا او غسل منہ ثیابہ و اغتسل منہ و قد کانت الفارۃ متسلخۃ فقال ان کان رآہا و لا ئل فی الاناء قبل ان یغتسل او یتوضأ او یغسل ثیابہ ثم فعل ذلک بعد ما رآہا فی الاناء فعلیہ ان یغسل ثیابہ و یغسل ما اصابہ ذلک الماء و یعید الوضوء والصلوۃ و ان کان انما رآہا بعد ما فرغ من ذلک و فعلہ فلا یمس من الماء شیئا و لیس علیہ شیٔ لانہ لا یعلم متی سقطت فیہ ثم قال لعلہ یکون انما سقطت فیہ تلک الساعۃ التی رآہا

و اما ما رواہ احمد بن محمد عن محمد ابن اسمعیل عن الرضا علیہ السلام قال ماء البئر واسع لا ینجسہ شیٔ الا ان یتغیر ریحہ و طعمہ فینزح حتی یذہب الریح و یطیب طعمہ

ف جواب مین امام کو یہ صورت اختیار کرنا بالکل عبث معلوم ہوتا ہے ہر شخص جانتا ہے کہ نجاست دیکھنے کے بعد اس کا استعمال نہ چاہئے سائل شاید بالکل بلید الطبع اور کم فہم تھا۔

لان له مادة فالمعنی فی ہذا الحدیث انه لا یفسد فسادا لا یجوز الانتفاع بشئ منه الا بعد نزح جمیعه الا ما یتغیره فاما ما لم یتغیر فانه ینزح منه مقدار وینتفع بالباقی علی ما بیناه فی کتاب تہذیب الاحکام فاما ما رواه احمد بن محمد عن ابن محبوب عن الحسن بن صالح الثوری عن ابی عبد الله علیه السلام قال اذا کان الماء فی الرکی کرا لم ینجسه شئ قلت وکم الکر قال ثلثة اشبار ونصف طولها فی ثلثة اشبار ونصف عمقها فی ثلثة اشبار ونصف عرضها فیحتمل ہذا الخبر وجہین احدہما ان یکون المراد بالرکی المصنع الذی لا یکون له مادة بالنبع دون الابار التی لہا مادة فان ذلک ہو الذی یراعی فیه الاعتبار بالکر علی ما بیناه و الثانی ان یکون ذلک قد ورد مورد التقیة لان من الفقہاء من یسوی بین الابار والغدران فی قلتہا وکثرتہا فیجوز ان یکون الخبر ورد موافقا لہم والذی یبین ذلک ان الحسن بن صالح راو

کیونکہ اسکے لیے ایک مادہ معلوم ہوتا ہے۔ پس مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ پانی ایسا فاسد نہین ہو سکتا کہ اُسکے کسی جز سے بغیر کل پانی نکالے ہوے نفع حاصل کرنا جائز نہ ہو سوا اُس پانی کے جسمین تغیر آ جائے۔ اور جس مین تغیر نہ ہوا ہو اس کی ایک مقدار خاص نکال دی جائے اور باقی سے نفع حاصل کیا جائے جیسا کہ ہم کتاب تہذیب الاحکام مین لکھ چکے ہین۔ لیکن وہ حدیث جو احمد بن محمد نے ابن محبوب سے اُنھون نے حسن بن صالح ثوری سے اُنھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب پانی کنوئین مین ایک کُر ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کر سکتی۔ مین نے پوچھا کہ کُر کتنا ہوتا ہے امام نے فرمایا وہ پانی جو ساڑھے تین بالشت مربع مین ہو اور اُس کی گہرائی بھی ساڑھے تین بالشت ہو۔ پس اس حدیث مین دو احتمال ہین اول یہ کہ مراد کنوئین سے حوض ہو جسمین کوئی سُوت نہ ہو وہ کنوئین مراد نہین ہین جنمین سُوت ہوتے ہین کیونکہ کُر کا اعتبار اُنھین کنوؤن مین ہے (جنمین سوت نہون) جیسا کہ ہم اسکو بیان کر چکے ہین۔ دوسری بات یہ کہ شاید یہ حدیث تقیہ[1] کے طور پر ہو۔ کیونکہ بعض فقہا حوض اور کنوؤن کو باوجود قلت و کثرت پانی کے یکسان کہتے ہین پس ممکن ہے کہ یہ حدیث انھین کے موافق ہو۔ اور اس مطلب کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حسن بن صالح جو

[1] تقیہ کا احتمال ائمہ کی حدیث مین اس قدر کثرت کے ساتھ جاری کیا جاتا ہے کہ مشکل سے کسی حدیث کی بابت خالی از تقیہ ہونے کا گمان ہو سکتا ہے پر لطف یہ ہے کہ کوئی ضرورت بھی تقیہ کی نہین ہوتی جو مسالۂ اختلافی ہو اس مین تقیہ کی کیا حاجت ۱۲

ہذا الحدیث زیدی بتری متروک الحدیث فیما یختص بہ **باب** بول الصبی یقع فی البئر **اخبرنی** الحسین بن عبید اللہ عن احمد
بن محمد عن ابیہ عن
بن احمد بن یحیی عن محمد بن عبد الحمید
عن سیف بن عمیرۃ عن منصور
بن حازم قال حدثنی عدۃ من
اصحابنا عن ابی عبد اللہ علیہ السلام
قال ینزح منہ سبعۃ دلاء
اذا بال فیہا الصبی او وقعت
فیہا فارۃ فاما ما رواہ
محمد بن احمد بن یحیی عن احمد
بن محمد عن علی بن الحکم عن علی
بن ابی حمزۃ عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال سالتہ عن
بول الصبی الفطیم یقع فی البئر
فقال دلو واحد قلت بول
الرجل قال ینزح منہا اربعون
دلوا فلا ینافی الخبر الاول
لانہ یجوز ان نحمل علی بول
صبی لم یاکل الطعام **باب**
البئر یقع فیہا البعیر او الحمار
وما اشبہہما او یصیب فیہا الخمر **اخبرنی** الحسین بن عبد اللہ عن احمد بن محمد عن ابیہ عن محمد بن علی بن محبوب عن احمد

جو اس حدیث کا راوی ہے زیدی بتری ہے وہ حدیث نہیں لی جاتی جس کی روایت صرف اسی نے کی ہو۔

باب۔ بچہ کا پیشاب جو کنوئیں میں گر جائے (تو کیا کیا جائے)

مجھے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے محمد بن یحیی سے اُنھوں نے محمد بن عبد الحمید سے اُنھوں نے سیف بن عمیرہ سے اُنھوں نے منصور بن حازم سے روایت کرکے خبر دی وہ کہتے تھے کہ مجھ سے میرے چند اصحاب نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ فرماتے تھے کہ کنوئیں سے سات ڈول نکال ڈالے جائیں اگر اُس میں بچہ نے پیشاب کر دیا ہو یا اُس میں چوہیا گر گئی ہو۔

لیکن وہ حدیث جو محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھوں نے علی بن حکم سے انھوں نے علی بن حمزہ سے اُنھوں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہتے تھے میں نے امام ممدوح سے پوچھا کہ جو بچہ دودھ چھوڑ چکا ہو اُسکا پیشاب کنوئیں میں گر جائے تو کیا کیا جائے؟ امام نے فرمایا ایک ڈول پانی نکال ڈالا جائے۔ میں نے کہا اگر مرد کا پیشاب گر جائے تو امام نے فرمایا کہ چالیس ڈول نکال ڈالے جائیں۔ پس یہ حدیث خبر اول کے منافی نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ ہم ایسے بچہ کا پیشاب مراد لیں جس نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔

باب۔ جس کنوئیں میں اونٹ یا گدھا اور ایسی ہی کوئی چیز گر جائے یا شراب پڑ جائے (تو اسکا کیا حکم ہے)

مجھے حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے محمد بن علی

عن ابیہ عن عبداللہ بن المغیرۃ عن عمر بن یزید قال حدثنی عمرو بن سعید بن ہلال قال سألت ابا جعفر علیہ السلام عما یقع فی البئر ما بین الفارۃ والسنور الی الشاۃ فقال کل ذلک یقول سبع دلاء قال حتی بلغت الحمار والجمل فقال کر من ماء قال فاما ما رواہ محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس عن محمد بن عبدالجبار عن صفوان عن ابن مسکان عن الحلبی عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال اذا سقط فی البئر شئی صغیر فمات فیہا فانزح منہا دلاء وان وقع فیہا جنب فانزح منہا سبع دلاء وان مات فیہا بعیر او صبت فیہا خمر فانزح الماء کلہ وما رواہ الحسین بن سعید عن النضر عن عبداللہ بن سنان عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان سقط فی البئر دابۃ صغیرۃ او نزل فیہا جنب نزح منہا سبع دلاء فان مات فیہا ثور او صب فیہا خمر نزح الماء کلہ فانقضمن

بن محبوب سے اُنھوں نے احمد سے اُنھوں نے اپنے والد سے اُنھوں نے عبداللہ بن مغیرہ سے اُنھوں نے عمر بن یزید سے اُنھوں نے عمرو بن سعید بن ہلال سے بیان کیا وہ کہتے تھے مین نے ابوجعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو چیز کنوئین مین گرجائے چوہیا سے لیکر بکری تک۔ تو امام نے ان سب کے متعلق فرمایا کہ سات ڈول نکالنا چاہیے یہان تک کہ مین نے گدھے کا اور اونٹ کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا کہ ایک کر پانی نکالنا چاہیے۔

لیکن وہ روایت جو محمد بن یعقوب نے احمد بن ادریس سے اُنھون نے محمد بن عبدالجبار سے اُنھوں نے صفوان سے اُنھون نے ابن مسکان سے اُنھون نے حلبی سے اُنھون نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب کنوئین مین کوئی چھوٹی چیز گرجائے اور اُسمین مرجائے تو چند ڈول اُس سے نکال دو اور اگر اُسمین کوئی جنب گرجائے تو اُس سے سات ڈول نکال دو اور اگر اُسمین کوئی اونٹ گرجائے یا اُسمین شراب ڈالدی جائے تو کل پانی نکال ڈالو۔

اور وہ حدیث جو حسین بن سعید نے نضر سے اُنھون نے عبداللہ بن سنان سے اُنھون نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اگر کنوئین مین کوئی چھوٹا جانور گرجائے یا اُسمین کوئی جنب اُترے تو اُس سے سات ڈول نکالڈالے جائیں اور اگر اُسمین کوئی بیل مرجائے یا اُسمین شراب ڈالدیجائے تو کل پانی نکال ڈالا جائے

مضمون [illegible] کے قواعد

[illegible]ی مضمون [illegible] [illegible]رت تاہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
[illegible] قواعد کی پابندی نہو نیکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
[illegible]ین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے

وہ قواعد یہ ہین

[illegible]ضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اس بحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو۔
[illegible]و مضامین فرق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو۔ اور
[illegible]زام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے۔ تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون
[illegible] جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا
[illegible]لسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے۔
[illegible]عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو۔ عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی جانا چاہیے
[illegible]خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو۔
[illegible]ضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جا سکتے ہین
[illegible]ضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ اور معاوضہ کے آرزومند نہون۔ ان اجرھم الا علی اللہ
[illegible]ن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً
[illegible]ری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی۔
[illegible]و مضمون حسن و خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے اُسکے لکھنے والے
[illegible] بر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا۔
[illegible]ر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون
[illegible] اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین۔
[illegible] ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا اور اگر کوئی
[illegible]ائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی۔

اطلاع عام

حسب دستور قدیم اس مرتبہ بھی بتقریب ماہ مبارک
دفتر النجم کی موجودہ کتب مین رعایت کیجاتی ہے۔
یہ رعایت یکم رمضان سے شروع ہوکر ۱۵ شوال تک رہیگی۔
ابکی مرتبہ بہ نسبت سالہاے گذشتہ کے رعایت زیادہ
کی گئی ہے فہرست رعایتی قیمت کی منسلکۂ ہذا ہے۔
اس موقع کو شائقین علوم دینیہ غنیمت سمجھین کیونکہ
ایسی عظیم الشان رعایت پھر ممکن نہین فما علینا الا البلاغ

الملتمس
مینجر دفتر النجم لکھنؤ پاٹانالہ